

۶۔ المسیح البخاری، جلد اول ص ۳۷۸۔ ۳۷۹، مطبوعہ دار الفکر، کراچی۔ ۱۳۹۱ھ

۷۔ امام ابو بکر بن ابی شیبہ (متوفی ۲۴۵ھ) المصنف ج ۲ ص ۱۳۳۔ ۱۳۴، مطبوعہ دار الفکر، کراچی۔ ۱۴۰۶ھ

۸۔ ایضاً ص ۱۳۲

۹۔ ایضاً ص ۱۳۳

جہیز۔ ایک معاشرتی بوجھ

جہیز سے مراد وہ سامان ہے جو شادی کے وقت لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے والوں کو دیا جاتا ہے۔ اس سامان کو شادی کا لازماً تصور کیا جاتا ہے۔ جو یہ سامان نہ دے یا نہ دے سکا ہو تو وہاں شادی کا تصور تک نہیں کیا جاتا۔ یہ سامان جہیز ایک طویل طویل عرصت پر مشتمل ہوتا ہے، جو ضروریات اور تحسیلات سے بڑھ کر تعیّنات تک جا پہنچتا ہے۔ کہیں کہیں تو یہ سامان بالکل فراموشی نوعیت کا ہوتا ہے۔ جسے پورا کرنا لڑکی والوں کی ذمہ داری قرار دیا جاتا ہے اور جہاں یہ فراموشی نہیں ہوتا وہاں بھی بالعموم فراموشی جہیزا ہوتا ہے۔ اور اس اہتمام کو لڑکے والوں کی خاموش قربانیاں تصور کر لیا جاتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر غریب خاندان کی لڑکیاں اس اعنت کی ہیئت چڑھ جاتی ہیں۔ اور متوسط گھرانے کی لڑکیاں سامان جہیز میں خوب سے خوب تر کی جستجو میں برباد ہو جاتی ہیں۔ جہیز کی طلب اور رسد نے "کلاخ" جیسے ضروری، فطری اور پاکیزہ حلال عمل کو پایہ زنجیر کر رکھا ہے۔ اسی لیے جہیز کی پابندی نے بعض لڑکیوں کو شرم و حیا سے آزار دہا کر دیا ہے کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ان میں غربت و افلاس کی وجہ سے "منکوحہ" بننے کی شرط مفقود ہو چکی ہے۔ نہ تو من جیل ہوگا نہ رادھا تہے گی۔ چاہے جانے کی فطری اور مذہب و خواہش نیز جنسی عمل کی تحریک بالآخر انہیں بد تواریکی کی راہ پر ڈال دیتی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اس راہ کا سفر تمام زندگی تاریکیوں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی بھٹکا تا رہتا ہے۔

جہیز کے فرض، واجب یا سنت ہونے کا کوئی تصور ہماری شریعت میں موجود نہیں ہے۔ شادی کے وقت گھر والوں کی طرف سے بے طیب خاطر، اگر کوئی تحفہ یا ہدیہ پیش کر دیا جائے تو وہ جہیز کے ضمن میں نہیں آتا۔ پھر یہ کہ تحفہ کی شریعتی حیثیت اس لزوم کے ساتھ بھی بہر حال نہ تو فرض بنتی ہے نہ واجب اور نہ سخت۔ زیادہ سے زیادہ اسے مستحب کے زمرہ میں لایا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی فعل

ہیں۔ اور جو اس طرح نہیں بندھنا چاہتیں انہیں بے حیا، بدعقل اور آوارہ منش قرار دے دیا جاتا ہے۔

باب نکاح میں عورت کے انتخاب کا مسئلہ بھی اتنا ہی زیادہ اہم ہے جتنا مرد کے انتخاب کا۔ قرآن نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ (البقرہ ۱۸) لباس کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ جسم کے مطابق ہو، اور جو لباس بدن کے مطابق نہ ہو اسے نہیں پہننے۔ تاکہ شخصیت غیر متوازن نہ ہو۔ "حسن لباس لکھم" کا مطلب یہی ہے کہ عورتیں مردوں کا ذوق انتخاب ہیں۔ اور "وتم لباس لکھن" کا مطلب یہ ہے کہ مرد، عورتوں کا ذوق انتخاب ہیں۔ یوں مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کے پسند فرمودہ ہوتے ہیں۔ چاہتوں کے لوٹ انگ بھر تمام زندگی بھرتیں بھیرتے رہتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے لیے دلچسپی کا سامان بنے رہتے ہیں۔ ذہنی آسودگی کا یہ سرودوں کو تازہ تر و خوش و خرم رکھتا ہے۔ میاں بیوی کی یہ بھرتیں اور پسندیدگیاں ان کے بچوں میں منتقل ہوتی ہیں۔ ایسے جوڑوں کے بچے کسی نفسیاتی اور اخلاقی الجھنوں میں مبتلا نہیں ہوتے۔ وہ غربتوں میں بھی خوشحال نظر آتے ہیں۔ مقابلہ ان جوڑوں کے، جو مارے باندھے کے زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ باوجود مالدار ہونے کے بیمار اور پریشان نظر آتے ہیں۔ باہمی نفرتوں اور عدم محبتوں میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ وقت سے پہلے بوڑھے اور مضطرب ہو جاتے ہیں۔ انکی عائلی زندگی کا زہر، ان کے بچوں میں تلخیاں گھول دیتا ہے وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اخلاقی و نفسیاتی مفاسد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر ظاہر ہے کہ اس طرح کے جوڑے، معاشرہ کو اچھی پروڈکشن دینے سے قاصر ہوتے ہیں اس لیے دو طرفہ پسند کی شادی، صرف مرد و عورت کی ہی ضرورت نہیں بلکہ ہمارے سماج کی بھی ضرورت ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ امام راقب امجدی، المفردات فی غریب القرآن، اصل المصنف ما تستلذہ الحواس وما تستلذہ النفس۔

۲۔ المسیح البخاری، رقم الحدیث ۳۲۸۱، باب ثوب من اراد نکاح امرأۃ ان یظفر الی وجہها و کلہا قبل خطبتھا۔

۳۔ ڈاکٹر محمد عید اللہ، محمد رسول اللہ ﷺ، ترجمہ پروفیسر خالد عزیٰ، ص ۲۹۶، لیکن ہمیں مذہبی مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، اشاعت دوم ۲۰۰۰ء

۴۔ المسیح البخاری، رقم الحدیث ۳۲۷۷، قدرے فقہی کے ساتھ ایک اور حدیث متصل ہے۔ (۳۲۷۳)

۵۔ ایضاً ص ۳۲۷

اختیار کو اپنے اوپر لازم کر لیا جائے تو وہ بدعت بن جاتا ہے۔ بدعتی سے آج ہمارا معاشرہ اسی بدعت میں مبتلا ہے۔ شریف بیٹیاں اپنے باپوں کی دلہیز پر زندہ درگور ہو گئی ہیں۔

وَاذِ الْمُوَدَّةَ سَلَّطَتْ بَايَ ذَنْبٍ قَتَلَتْ (الحکویر ۸-۹)

اور جب زندہ درگور سے پوچھا جائے گا کہ کس جرم پر ماری گئی۔

ہمارے خیال میں جہیز وہ معاشرتی آکر قتل ہے، جس سے ہماری بیٹیوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ معاشرہ کا اجتماعی ضمیر اس قتل عام کو روکنے میں اپنا موثر کردار ادا کرے۔

جہیز کا لفظ آج جس معنی میں بولا جاتا ہے عہد رسالت ﷺ میں اس معنی کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔ جہیز کے سنہ ہونے کی غلط فہمی جس روایت سے اخذ ہوئی ہے۔ پہلے ہم وہ روایت درج کرتے ہیں اور بعد میں اسکی تفصیل کرتے ہیں۔

عن علي رضي الله تعالى عنه قال جهيز رسول الله ﷺ فاطمة في خميس وقرية

ووسادة حشوها الذخيرة

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؑ کو نکاح کے لیے تیار کیا اور انہیں ایک چادر، ایک منگینہ اور ایک ایسے علبے کے ساتھ جس میں گھاس بھری ہوئی تھی روانہ کیا۔

یہ روایت جس عنوان کے تحت آئی ہے۔ وہ یہ ہے جہاز الرجل ابنتہ اور اس کا ترجمہ یہ کر دیا گیا ہے۔ اپنی بیٹی کو جہیز دینے کا بیان۔ یہ ظاہر ہے کہ جب جہاز کا ترجمہ جہیز سے کیا جائے گا تو پھر اسے سنہ رسول ﷺ ماننے کی سہیل پیدا ہو جائیگی۔ اس طرح روایت میں تھڑکا ترجمہ بھی مذکور و مترجمین نے ”جہیز“ کے لفظ سے کیا ہے۔ اور جہیز چونکہ ہمارے ہاں ایک خاص مفہوم میں بولا اور سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اس غلط فہمی کا پیدا ہونا بھی قدرتی امر ہے۔ حالانکہ ازروئے لغت، الجہاز سفری سامان کو کہا جاتا ہے۔ سفری سامان چونکہ مسافر کی ضرورت ہوتا ہے۔ اس لیے آگے چل کر ہر اس سامان کو کہا جانے لگا جو کسی کی ضرورت ہو اور تجھیز کا لفظ سامان سفر کے اٹھانے یا بھیجنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس معنی کی تائید کے لیے آیت ملاحظہ ہو۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ (یوسف ۵۹)

اور جب انہیں، ان کے سامان سے تیار کر دیا۔

اس معنی کی رو سے بوقت نکاح حضرت فاطمہؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کچھ ضروری سامان

کا بھیجنا ہمارے معاشرہ کے روزمرہ میں استعمال ہونے والے ”جہیز“ سے کسی طرح بھی الجھ نہیں کھاتا۔ کیونکہ اسی مفہوم کی ایک روایت سنن ابن ماجہ میں جو آئی ہے، انہیں اس سامان کی نسبت صیغہ مفرد کے بجائے صیغہ جمع میں کی گئی ہے۔ اور منجیہ کے صیغے سے جو مفہوم بنتا ہے وہ علی اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو دینے کا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ”جہیز“ کی نسبت مرد کی طرف نہیں کی جاتی، روایت ملاحظہ ہو۔

ان رسول الله ﷺ عليا و فاطمة وحماني خميس لهما والخميس الطليقة البيضاء عن الصوف قد كان رسول الله ﷺ جهزهما بها و سادة محشوة ذخيرة و قرية ۳

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن علی اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تشریف لائے اور وہ دونوں ایک چادر میں تھے۔ یہ وہ چادر تھی جو حضور ﷺ نے ان دونوں کو دی تھی اور یہ سفید اور پیچڑی تھی۔ نیز ایک منگینہ بھی دیا تھا، جس میں گھاس بھری ہوئی تھی اور ایک منگینہ بھی دیا تھا۔

اس روایت میں ”جہیز“ کی نسبت دونوں کی طرف کی گئی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں تھڑا اپنے اقویٰ معنی میں ہے نہ کہ اسطلاحی معنی میں۔

پھر اس جہیز کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سامان، جو حضرت فاطمہؑ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ وہ حضرت علیؑ کے اس مہر کی رقم سے خرید گیا تھا جو حضرت فاطمہؑ کا مقرر ہوا تھا۔ ایک روایت کی رو سے آنحضرت ﷺ نے چونکہ حضرت علیؑ کی حکمی زرہ کو مہر قرار دے دیا تھا۔ اس لیے اسی زرہ کو بیچا گیا تھا۔ اس لیے اس سامان کو ہم عرفی جہیز سے تعبیر نہیں کر سکتے۔

در اصل اس سامان کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ شادی کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کو ایک نئے مکان میں شفٹ کر دیا تھا۔ جو انہیں ان کے ایک صحابی حضرت نعمان بن حارث نے اسی مقصد کے لیے گفٹ کیا تھا۔ چنانچہ نئے مکان میں شفٹ ہونے کے لیے ضروری اشیاء کا ہونا بھی ضروری تھا۔ اس سامان کی علت بس یہی تھی۔ اس لیے اسے کسی طرح بھی ”جہیز“ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر یہ جہیز ہوتا تو آنحضرت ﷺ اس طرح کا سامان اپنی دوسری بیٹیوں کو بھی دیتے! آپ کی ازواج مطہرات بھی اپنے ساتھ ایسا کچھ سامان ضرور لائیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی کو جو کچھ دیا تھا وہ چونکہ علیؑ کے مہر کی رقم سے خرید دیا کر دیا تھا۔ بایں صورت اسے ”بری“ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مقابلہ جہیز کے۔

ہمارے یہاں بری اس سامان کو کہا جاتا ہے جو لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی والوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ انہیں دلہن کے ملبوسات، زیورات، بناؤ گھٹار کا سامان اور شنگ میوہ جات وغیرہ شامل

ہوتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اس "بیری" کو لڑکی کا مہر بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ کوئی ہے جو سوچے اور سمجھے؟

حواشی و حوالہ جات

- ۱۔ سنن نسائی، جلد ۱، رقم الحدیث ۳۳۸۸
- ۲۔ سنن نسائی، مترجم، دوست محمد شاکر، محمد عبدالستار قادری، جلد ۳، ص ۳۲۵، فریج یک اسٹال، اردو بازار لاہور، بار دوم، ۲۰۰۰ء
- ۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزنا، باب صحاح الیٰ محمد، جلد ۲، رقم الحدیث ۱۹۵۳، ص ۵۴، بار اول، ۱۹۸۳ء، فریج یک اسٹال، اردو بازار لاہور
- ۴۔ امام یوسف زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۱۴۲ھ) (مصحح المسیر المکمل) (فی شرح کتاب المواعظ الدینیہ) (مطبوعہ ازہریہ مصر، ۱۳۳۵ھ، میر خواجہ محمد بن خاند بن محمود ہروی (متوفی ۹۰۳ھ)۔ روحۃ الصفا فی سیرت الانبیاء والملوک والاطفلاء۔ مطبوعہ تولکھور پریس، لکھنؤ، ۱۸۹۱ء (بحوالہ فقہ القرآن، حقوق نسواں اور باہمی تعلقات، مولانا عمر احمد عثمانی، طبع سوم، ۲۰۰۰ء، ص ۳۳۸-۳۴۰، ادارہ فکر اسلامی، گارڈن ایسٹ، کراچی نمبر ۳۔)

مجلس التفسیر کی جانب سے

نوے سالہ اشاریہ معارفِ عظیم گزشتہ

(مجلدات ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱

وان خلفتم الاتسبطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثلنی وثلث وربع

ما وان خلفتم الاتعدلوا فواحدة۔ (النساء: ۳۴)

اور اگر تمہیں یتیموں کے باپ میں انصافی کا اندیشہ ہو تو ان (یتیموں کی) ماؤں سے نکاح کرلو۔ دو، دو، تین تین، چار چار۔ اور اگر تمہیں ان کے مابین نا انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔

گو یہ آیت جس تناظر میں اتری ہے وہ یتیموں اور یتیموں کی آباد کاری اور کفالت و نگہداری کے مضمون پر مشتمل ہے۔ مگر اس خصوص میں حالت عموم کی نفی نہیں ہوتی جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے۔ اگر اس حکم کو اس کے تناظر میں مخصوص یا محدود کر دیا جائے تو قرآن کے دیگر احکام کو بھی اسی اصول کے پیش نظر اس کے مخصوص پس منظر میں محدود کرنا پڑے گا۔ اس طرح قرآن کے بیشتر احکام اپنے اپنے تناظر میں یعنی مخصوص حالات میں تو قابل عمل ظہریں گے اور عام حالات میں عمل سے خارج ہو جائیں گے۔ بھر یہ بھی سوچئے کہ اس طرح کرنے سے قرآن میں آخر بچے کا کیا؟ کہ جنہیں حالات عمومی کے تحت رو بہ عمل لایا جائے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ آیت اصلاً تو یتیموں سے نکاح کرنے کے سلسلے میں اتری ہے مگر غیر یتیموں سے نکاح کرنا بھی اس کے ذیل میں آتا ہے۔

اس آیت کا دوسرا ترجمہ یہ بھی کیا جاسکتا ہے:

اگر تم ڈرتے ہو کہ بالغ یتیم لڑکیوں کے ساتھ (کفالت کے پہلو سے) انصاف نہ کر سکو گے تو (انہیں) اپنی زوجیت میں لے آؤ۔

ظاہر ہے کہ اس ترجمے کی رو سے بھی ہم ایک حالت خصوص سے نکل کر دوسری حالت خصوص میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر نکاح جانی پر جو پابندی یتیموں کے تعلق سے بیان کی جاتی ہے۔ وہی پابندی اب یتیم لڑکیوں کے تعلق سے عائد ہوگی۔ بایں صورت یہاں بھی حالت عموم کا نفاذ نہیں ہو سکے گا۔

دوسری بات یہ کہ عموم و خصوص کی بحث اپنی جگہ، اس آیت سے نکاح جانی بلکہ نکاح ثالث و رابع تک کے جواز کا استنباط، ہر معمولی عقل والا خود بھی کر سکتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ نکاح جانی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ پہلی کو چھوڑ دیا جائے۔ پھر دوسری کی جائے جیسا کہ بعض دانشوروں کا خیال ہے۔ یہاں نکاح جانی کا حکم ”تعدد ازواج“ کی صورت میں ہی دیا گیا ہے۔ (تفصیل آگے آتی ہے)

تعدد ازواج کی پہلی دلیل ثنی و ثلث و ربیع ہے۔ جس میں دو، دو، تین تین اور چار چار کی بات کی گئی ہے۔ ایک وقت میں ایک ہی بیوی کا اصول اگر مستعمل اور دائمی اور ناقابل تغیر و تبدل ہوتا تو ثنی و ثلث

وربط کے الفاظ ہرگز استعمال نہ ہوتے۔

دو، دو، تین تین اور چار چار کے الفاظ سے مراد یہ ہے کہ یہ تعدد نکاح کرنے والوں کے حالات کے مطابق ہونی چاہئے۔ اگر حالات کا تخاضا و شادیوں کا ہوا تو دو کرنی چاہئیں۔ اور اگر حالات تین ہی اجازت دیں تو تین۔ علیٰ ہذا القیاس حالات کے مطابق بیک وقت چار تک شادیاں کی جاسکتی ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔

دوسری دلیل ان تہولوا کے الفاظ میں موجود ہے جس میں عدل کی شرط کا بیان ہے۔ ظاہر ہے کہ عدل کی شرط، بیک وقت متعدد بیویاں رکھنے کی صورت میں ہی عائد ہو سکتی ہے۔ عدل کی اس تڑی شرط نے ضرورت کی ناگزیریت کو تسلیم کرنے کے باوجود بہر حال دوسری شادی سے ایک قسم کی روک ضرور پیدا کر دی ہے۔

مذکورہ بالا آیت کے سیاق میں تعدد ازواج کا ذکر جس ”ظاہری ضرورت“ کے تحت کیا گیا ہے وہ اصلاً یتیموں یا یتیموں کی خبر گیری اور سرپرستی کی ضرورت کا پہلو ہے (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) اگر کوئی اسی پہلو سے تعدد پر عمل کرنا چاہے تو ایسا نکاح خالصتاً ”منصوص“ ہو گا۔ مگر یہ اجتہادی اصول بھی سب کو تسلیم ہے کہ جو کام کسی ایک ضرورت کے تحت جائز ہو، وہ اس بھی کسی دوسری ضرورت میں بھی جائز قرار پاتا ہے۔ اوپر ہم نے ”ظاہری ضرورت“ کے الفاظ لکھے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک چیز ہے ظاہری ضرورت اور دوسری ہے اصل ضرورت۔ ہمارے خیال میں عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت کو ضرورت ظاہری کی ایک شکل قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس لیے اس ضرورت کی حالت و کیفیت جہاں اور جس قدر پائی جائیگی۔ وہاں تعدد کی ضرورت بھی اسی کے مطابق ہوتی جائیگی۔ جیسا کہ روزنامہ جنگ کراچی میں ۱۵ جنوری ۲۰۰۶ء کی اشاعت میں ایک خبر شائع ہوئی۔ چنانچہ متین یہ ہے:

جمہوریہ چین کا قائم مقام وزیراعظم رمضان قدیر وف نے تجویز دی ہے کہ جنگ کے دوران بہت زیادہ تعداد میں مردوں کی ہلاکت کی وجہ سے ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہونی چاہئے۔ روسی ریڈیو پر گفتگو کرتے ہوئے روسی نواز رہنمائے کہا کہ یہ چین کا لیے ضروری ہے کیونکہ ہم حالت جنگ میں ہیں اور ہمارے یہاں مردوں کی تعداد عورتوں کی نسبت کم ہے۔ انکی اس تجویز کی حمایت پارلیمنٹ کے ڈپٹی اسپیکر ولا دیمیر زیرنکو نے بھی کی ہے۔ روسی قانون میں صرف ایک شادی کی اجازت ہے لیکن اسلامی قانون میں ایک مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ رمضان